Ash-aar ki Tashreeh

B.A Urdu (Hons)

Lecture-2

اشعار کی تشریح

غالبؔ

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

مذکورہ شعر میں غالب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ ہمپر اعتراض کرتے ہیں کہ تم تو قبلہ کو پوجتے ہو یعنی خانۂ کعبہ کی اینٹ پتھر تمہارے مسجود ہیں ان کو معلوم ہو کہ ہمارا مسجود خانۂ کعبہ نہیں ہے بلکہ ہمارا مسجود وہ ہے جو جہات سے منزہ اور مبرا ہے اور اس کا دریافت کرنا عقل کے بس کی بات نہیں کیوں کہ وہ سرحدِ ادراک سے بالاتر ہے۔ ہم نے اپنے مسجود کو سجدہ کرنے کے لیے ایکسمت مقرر کرلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ نظر جہتِ قبلہ کو خدا نہیں کہتے بلکہ خدا نما کہتے ہیں اور جو جاہل ہیں وہ خانۂ کعبہ کو ہی مسجود سمجھتے تھے۔

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

اس شعر میں دیکھا جائے تو اتنا جملہ محزوف ہے۔ یعنی (پھر آج جو خلافِ عادت جام کی نوبت مجھ تک پہنچی ہے) اور اس حذف کیے گئے جملے نے شعر میں مزیدی دلکشی پیدا کر کے اس کا رتبہ بڑھا دیا ہے۔ غالبؔ کہتے ہیں ان کی بزم میں دورِ جام مجھ تک کب آتا تھا۔ پھر آج جو کلافِ عادت جام کی نوبت مجھ تک پہنچی ہے تو کیا عجب ہے کہ ساقی نے شراب میں زہر ملا دیا ہو۔ کیوں کہ ان کی بزم کا ساقی بھی میرا رقیب ہے۔

قیامت ہے کہ سن لیلی کا دشتِ قیس میں آنا
تعجب سے وہ بولا یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں

شاعر نے معشوق کا دل موم کرنے کے لیے اس کو لیلی مجنوں

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو ہم زباں کوئی نہ ہو

مذکورہ شعر میں ''اب'' کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ جو لوگ ہمدم اور ہم سخن اور ہمسایہ و ہم وطن ہیں ان سے کوئی رنج ضرور پہنچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر ان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی ایسی جگہ جا کر رہے جہاں ان لوگوں میں سے کوئی نہ ہوتا کہ پھر رنج پہنچنے کوئی امکان ہی نہ رہے۔ جیسا کہ اقبال نے بھی ایک شعر میں کچھ اسی ٴ کے خیال کا اظہار کیا ہے۔

لکھتے رہے جنوں کی حکایت خونچکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

قلم ہوئے سے مراد کٹ گئے کے ہیں۔ اسی لیے لکھتے رہے کی رعایت سے 'قلم ہوئے' لائے ہیں یعنی باوجود اس کے کہ ہمارے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے لیکن پھر بھی ہم جنونِ عشق کی داستان لکھنے سے باز نہ آئے۔ یا یہ کہ ہاتھ کٹوانا منظور کیا لیکن جنوں کی خونچکاں داستاں لکھنا ترک نہ کی۔

رفتارِ عمر قطعِ رہِ اظطراب ہے
اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے

مذکورہ شعر منطق اور بیان کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ شعر ہے۔ رہِ اظطراب سے کے معنی ہیں وہ راستہ جو حالتِ اظطراب میں طے ہو۔ اور سال سے مراد یہاں عمر ہے۔

شاعر کہتا ہے جس طرح سال کا حساب گردشِ آفتاب سے طے کرتے ہیں اسی طرح عمرِ گریزاں کے سال کا حساب رفتارِ آفتاب کے بدلے رفتارِ برق سے کرنا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کی مدتِ عمر ایک چشمک برق کے برابر ہے۔اس کی عمر کے سال پلک جھپکتے میں گزر جاتے ہیں۔چونکہ عمر راہِ اظطراب کو طے کر رہی ہے اس لیے برق کو آفتاب قرار دے کر انسان کی عمر کے سالوں کا حساب کرنا چاہیے۔

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu

S S College, Jehanabad

Contact: 9868606178

,imran305@gmail.com